جہاد کا قرآنی تصور (۲)

ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی

اللہ کے دین کو تمام عالم میں جاری و ساری کرنا اور تمام مذاہب و ادیان پر اسے غلبہ و تفوق سے ہمکنار کرنا انتہائی عظیم اور مقدس ترین مشن ہے۔ اس مشن عزیز میں کامیابی کے لئے وہ مرحلہ جانفزا بھی آتا ہے جو عشق حقیقی اور حصول جنت کی راہ میں ہر بندۂ مومن کے لئے ناگزیر ہو جاتا ہے' جسے ہم جاں فروشی سے موسوم کرتے ہیں یا جسے ہم جسم و جان کے جہاد سے تعبیر کرتے ہیں۔ فرمایا گیا :

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (التوبہ : ۱۱۱)

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے میں خرید لئے ہیں"۔

یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی شانِ کریمی ہی ہے کہ جسم و جان اور مال و زر کے خود اپنی عطا کردہ نوازش کے باوجود یہ فرماتا ہے کہ اگر اللہ کا کوئی بندہ جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں سے نجات پا کر اپنی جنت عزیز رکھتا ہے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ حق و باطل کی معرکہ آرائی میں اسے تخلف و ادبار کا طریقہ نہیں بلکہ فرطِ اشتیاق کے ساتھ برپا کی ہوئی اس جنگ میں اقدام و دلجمعی کا شیوہ اختیار کرنا چاہئے یہاں تک کہ راہ حق میں جان جیسی متاع عزیز بھی اگر نچھاور کرنا پڑے تو اسے اپنی سعادت و کامرانی کا توشہ سمجھنا چاہئے۔ ایسے ہی جاں نثارانِ حق کی تعریف اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں بایں الفاظ کرتا ہے :

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ﴾

(البقرہ : ۲۰۷)

"اور انسانوں ہی میں کوئی ایسا بھی ہے جو رضائے الٰہی کی طلب میں اپنی جان کھپا دیتا ہے"۔

بلاشبہ جہاد کا اول مرحلہ نفسِ امارہ سے شروع ہوتا ہے اور اسے اس لحاظ سے فضیلت حاصل ہے کہ نفسِ امارہ کو شکست دینے کے بعد جہاد کے وسیع ترین عملی میدان کو سر کرنا نسبتاً آسان ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی آخری منزل جو جاں فروشی یا جاں نثاری سے عبارت ہے بلا پس و پیش اور تردد میں پڑے بغیر حاصل کرلی جاتی ہے۔ نفسانی خواہشات کو پامال کرنا' مخصوص اوقات میں امربالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا' اجتماعات اور کانفرنسز کا انعقاد کرانا اور قومی اور بین الاقوامی اجتماعات کے ذریعے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد کو مبادیات دین سے آشنا کرنا اور خلوص وللّٰہیت کے ساتھ انفرادی یا اجتماعی طریقے سے آبادیوں میں نکل کر پیغام حق سنانا بلاشبہ داعی حق کے فرائض وواجبات میں ہیں۔ اور یہ سب مستحسن اور لائق صد ستائش اعمال ہیں اور بلاشک وریب یہ سب جہاد فی سبیل اللہ کے زمرے میں آتے ہیں۔ لیکن فتنہ انگیزیوں اور فساد کاریوں کا قلع قمع کرنے' اللہ کی زمین کو عدل و انصاف اور امن و سکون کا گہوارہ بنانے اور من حیث المجموع انسانیت کو لبادۂ انسانیت زیب تن کرانے کے لئے اور اللہ کے دین کو تمام عالم پر غالب کرنے کے لئے ایک آخری کوشش بھی ہے' جو قتال فی سبیل اللہ کے نام سے جانی جاتی ہے' جو اللہ کے صالح بندوں کے ذریعے بدرجہ مجبوری اور آخری صورت میں اختیار کی جاتی ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کی یہ آخری منزل عام قتال یا جنگ کے ہم معنی نہیں ہے۔ اس کا مقصد جوش انتقام میں خونریزی و خونخواری نہیں ہے' جیسا کہ معاندینِ اسلام بالخصوص یوروپین مفکرین نے اسلام کے رخِ زیبا کو داغدار کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے جو خود اس کے نام میں مضمر ہے اور جس کو پورا پورا اختیار کرنے کی تلقین اس کے ہر ہر علمبردار کو کی جاتی ہے :

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً...﴾

(البقرہ : ۲۰۸)

"اے ایمان لانے والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ"۔

اسلام اس دنیا کو امن و سکون کا گہوارا دیکھنا چاہتا ہے' اور ظلم وعدوان اور بغاوت

و سرکشی کو امراضِ خبیثہ قرار دیتا ہے جن کے ذریعے انسان کا امن و سکون درہم برہم ہو جاتا ہے اور انسانیت و شرافت کے تارو پود بکھر جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ عزوجل اقامت دین کے ذریعے اس دنیا کو جنت نشان بنانے کے لئے فتنہ و فساد اور بغاوت و سرکشی کے علمبرداروں سے نبرد آزمائی کو ایک ناگزیر اور آخری صورت قرار دیتا ہے' جس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی یہ زمین لوٹ کھسوٹ' ظلم و عدوان' اضطراب و بے چینی اور پریشانی و سراسیمگی جیسے کرپشن سے پاک ہو اور اس زمین پر کسی کی زندگی اجیرن نہ ہو۔ خواہ کوئی کالا ہو یا گورا' امریکہ کا رہنے والا ہو یا افریقہ کا اور کوئی غریب ہو یا امیر' ہر ایک امن و سکون کی نعمت سے بہرہ ور ہو۔ پوری انسانی سوسائٹی کے مفادات کے تحفظ کے لئے اگر چند فتنہ پروروں اور شرپسندوں کو ان کے کیفر کردار تک پہنچانے کی تدبیر کی جاتی ہے تو اسے خونخواری اور خونریزی کا نام دینا ایک سنگین جرم اور بڑی ناانصافی ہے۔ یہ مقدس عمل دراصل جہاد فی سبیل اللہ کی وہ آخری منزل ہے جسے حالات کے تقاضاؤں کے تحت سر کرنا بھی ایمان و ایقان کا معیار قرار دیا جاتا ہے۔ سورۃ الحجرات کی آیت اس ضمن میں بڑی واضح ہے :

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾

(الحجرات : ۱۵)

"فی الحقیقت مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر وہ شک و ریب میں نہ پڑے اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا"۔

اسلام میں تقویٰ اعمال و افعال کی قبولیت میں بہترین اثاثہ یا سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وہ تقویٰ ہے جس کی بنیاد پر معزز و محترم اور حقیر و کم تر ہونے کا معیار قائم ہوتا ہے۔ جن کے دلوں کی دنیا پر خشیتِ الٰہی کی حکمرانی ہوتی ہے وہ محض دن کی روشنی میں یا چوراہوں اور شاہراہوں پر ہی نہیں بلکہ رات کی تاریکیوں میں' آبادی سے دور کسی جنگل یا ویرانے میں اور کسی مخصوص چہار دیواری یا خطۂ ارض میں بھی خیرات و حسنات کے علمبردار اور منکرات و سیّئات کے باغی ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ اسی بناء پر اللہ کے

نزدیک یہ محبوب و مکرم بن جاتے ہیں۔ اس خشیتِ الٰہی اور خدا ترسی میں جو جتنا زیادہ بڑھا ہوا ہو اسی لحاظ سے اللہ کی بارگاہ میں عزت و تکریم کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان سنئے :

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ (الحجرات : ۱۳)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے"

مبارک سے مبارک ترین عمل بھی اللہ کے دربار میں شرف قبولیت سے ہمکنار نہیں ہو سکتا جب تک وہ خلوص و للّٰہیت کے ساتھ انجام نہ دیا جائے۔ چنانچہ جانوروں کی قربانی کی شکل میں خلیل اللہ ؑ کی سنت کی انجام دہی یقیناً محبوب و مبارک عمل ہے لیکن اگر یہی عمل نام و نمود اور اشتہار کے جذبے کے تحت ہو تو یہ مبارک عمل بھی راندۂ درگارہ قرار پاتا ہے۔ قرآن کا یہ اعلان سنئے :

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾ (الحج : ۳۷)

"اللہ کی بارگاہ میں جانوروں کا گوشت اور ان کا خون ہرگز نہیں پہنچتا ہے' ہاں مگر تمہارا تقویٰ ہی وہاں پہنچتا ہے"۔

جہاد اپنے ابتدائی مراحل سے لے کر انتہائی مراحل تک سرتاپا محبوب و مقدس عمل اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ نام و نمود اور نمائش و اشتہار کے جذبے سے پاک ہو کر اور اپنے ذاتی مفادات کو تج کر اسے صرف اللہ عزّوجل کی خوشنودی کے حصول کے لئے انجام دیا جائے۔ اور یہی مقدس عمل جہاد فی سبیل اللہ سے موسوم ہو گا۔ اس کے برعکس خواہشاتِ نفسانی سے نبرد آزمائی' زبان و قلم کے استعمال یا پھر مال و اولاد اور اپنی جانوں کو اللہ کی راہ میں قربان کر دینے کے مراحل میں اشتہار و نیک نامی کا جذبہ کارفرما ہو تو یہی پاک و مقدس عمل جہاد فی سبیل الطاغوت بن جاتا ہے' جس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ ہم جہاد فی سبیل اللہ کی دینی اور دنیوی برکتوں سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ ذلت و نکبت کی عمیق کھائیوں میں گر جاتے ہیں۔

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر ٹھوس ایمان و یقین کے ذریعے جہاں اہل ایمان کو فکری جہاد میں محاذ آرائی کی تلقین کی گئی وہیں عمل صالح کے ذریعے عملی اور کے اثاثہ کو فوز عظیم کا توشۂ راہ بتایا گیا۔ اور یہی عمل صالح جب پورے جوش و خروش' ارتکازِ توجہ اور اپنی انتہائی قوت صرف کر کے للہ اور فی اللہ انجام دیا جائے تو جہاد فی سبیل اللہ کے الفاظ سے تعبیر کا مجاز و مستحق بن جاتا ہے۔ متعدد آیاتِ قرآنی ایسی ہیں جہاں اللہ و رسول پر ایمان و یقین کے بعد واضح الفاظ میں جہاد کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور ایمان کے اولین عملی تقاضے کی حیثیت سے انجام دہی کی تلقین کی جاتی ہے۔ سورۃ الصف میں حقیقی تجارت کی نشاندہی اور اس کے اختیار کرنے میں جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں سے نجات یابی کی ضمانت کے بعد اس تجارت کے عوامل و اسباب کا تذکرہ ہوتا ہے :

﴿ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ﴾ (الصف : ۱۱)

"ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر' اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو"۔

سورۃ الحج میں ارشاد ہوتا ہے :

﴿ وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ﴾ (الحج : ۷۸)

"اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے"۔

دوسری جگہ نبی ﷺ کو مخاطبِ خاص بنا کر تلقین فرمائی جاتی ہے :

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (التوبہ : ۷۳' التحریم : ۹)

"اے نبی (ﷺ) کفار و منافقین دونوں کا پوری قوت سے مقابلہ کیجئے اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آیئے"۔

چونکہ اسلام اللہ واحد کا خالص دین ہے جو دیگر افکار و نظریات اور ادیان و مذاہب پر غالب ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے لہٰذا اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کی حکمرانی اور اس کے قانون کی بالادستی اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک فکری اور

نظریاتی لحاظ سے رسوخ واستحکام پیدا نہ کرلیا جائے اور جبھی جہاد جیسا مقدس فریضہ انجام دہی کے لحاظ سے بار آور ہو سکتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کے اس عمل خیر کے نتیجے میں دونوں جہان کی سعادتیں اور کامرانیاں اہل ایمان کی تقدیر بن جاتی ہیں۔ مجاہد فی سبیل اللہ اپنے مقدس ترین عمل کی انجام دہی کے طفیل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حقیقی ایمان کی سند کا مستحق بنتا ہے اور رضائے الٰہی اور رزق طیب جیسی اللہ داد نوازش کا سزاوار قرار دیا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ فرمایئے :

﴿وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِينَ اٰوَوا وَّنَصَرُوا اُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا، لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝﴾ (الانفال : ۷۴)

"اور جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور جدوجہد کی اور جنہوں نے لوگوں کو پناہ دی اور مدد کی وہی سچے مومن ہیں۔ ان کے لئے خطاؤں سے درگزر ہے اور بہترین رزق ہے"۔

میدان عمل میں مصروف مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے فوز و فلاح اور رشد و ہدایت کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔ فرمان الٰہی سنئے :

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ....﴾

(العنکبوت : ۶۹)

"اور جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے ہم انہیں یقیناً اپنے راستے دکھائیں گے"۔

دوسری جگہ ایسے لوگوں کو رحمتِ الٰہی کا امیدوار قرار دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اُولٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللّٰهِ﴾ (البقرہ : ۲۱۸)

"بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنا گھر بار چھوڑا اور جہاد کیا وہ رحمتِ الٰہی کے (جائز) امیدوار ہیں"۔

اقامتِ دین کی جدوجہد کی راہ میں دنیا اور سامان دنیا مختلف طریقوں سے ایک بندۂ

مومن کے لئے سامان آزمائش ہیں۔ اس لئے اسے تنبیہ کیا جاتا ہے کہ مال و اولاد سے بے جا محبت اور حرص کے نتیجے میں وہ اپنی عاقبت نہ بگاڑ لے :

"يٰاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡهِكُمۡ اَمۡوَالُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۞ ﴾

(المنافقون : ۹)

"اے ایمان لانے والو' تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں' اور جو لوگ اللہ کے ذکر سے غافل ہو گئے وہی خسارے میں رہنے والے ہیں"۔

اور دوسری طرف فلاح حقیقی کے حصول کی تحریض و تشویق کے ذریعے اسباب دنیا کو توشہ آخرت بنانے کی تلقین کی جاتی ہے :

﴿ وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ .... ﴾ (المنافقون : ۱۰)

"اور تم لوگ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے...."۔

انفاق فی سبیل اللہ کا دائرہ چھوٹے چھوٹے دینی اور رفاہِ انسانیت سے متعلق کاموں سے لے کر جہاد کی آخری منزل ـــــ قتال ـــــ تک محیط ہے۔ مال و زر کو سامانِ آزمائش اور توشۂ کامیابی ہونے کی وجہ سے اگر اسے اللہ کے دین کی سرفرازی کے لئے وقف کر دیا جائے تو بندۂ مومن کی یہ ادا اللہ کو بڑی بھا جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں جانوں کو اللہ کی راہ میں نچھاور کر دینے کے عوض اللہ رب العزت کے انعام و اکرام کی بشارت دی جاتی ہے وہاں اس سے پہلے اللہ کی راہ میں مال و زر لٹا دینے کا ذکر خیر بھی ہوتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کے اس مقدس فریضے کی ادائیگی میں مال و جان انتہائی قیمتی اثاثہ ہیں جنہیں ایک بندۂ مومن غلبۂ دین کی خاطر لگا دیتا ہے تو یقینی طور پر اللہ کے فضل و کرم کا مستحق قرار پاتا ہے۔ مال و جان کی اسی اہمیت کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے سرفروشان دین کی مخصوص طریقے سے پذیرائی کی۔ فرمایا :

﴿ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾

(التوبہ : ۸۸'۸۹)

"بخلاف اس کے رسول نے اور ان لوگوں نے جو رسول کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی جان و مال سے جہاد کیا اور اب ساری بھلائیاں انہی کے لئے ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ہے عظیم الشان کامیابی۔"

مال و زور اور جسم و جان کے ذریعے مصروف مجاہدین فی سبیل اللہ کی عظمت و برتری کی سند اور ان کے لئے خیر و حسن کی ضمانت ایک جگہ ان الفاظ مقدسہ میں دی جاتی ہے :

﴿ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ﴾

(النساء : ۹۵)

"اللہ تعالیٰ نے جان و مال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھ رہنے والوں کے مقابلے میں بڑھا دیا ہے اور ہر ایک سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے"۔

ایک مؤمن اگر آخرت کی ابدی اور قطعی کامیابی کے لئے فکر مند ہو جائے اور جہادِ زندگانی میں مصروفِ عمل ہوتے ہوئے اپنے آپ کو اس کا مستحق بنالے تو یہ دنیا خود ہی بطورِ نوازش اسے ملتی ہے۔ ایمان و ایقان اور جہاد فی سبیل اللہ وہ سرمایۂ فلاح ہے جس کے کماحقہٗ استعمال کے بعد دونوں جہاں کی سعادت و حکمرانی ہاتھ آجاتی ہے۔ اللہ و رسول پر ایمان کامل کے بعد مالوں اور جانوں کے ذریعے جہاد وہ عظیم ترین عمل ہے جس کی انجام دہی کے بعد اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ :

﴿ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِىْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ....﴾ (الصف : ۱۲-۱۳)

"(اس کے عوض) اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کر دے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اور عدن کے باغات میں عمدہ ٹھکانے عنایت فرمائے گا۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے اور دوسری وہ تمام چیزیں عنایت کرے گا جنہیں تم چاہو گے"۔

اللہ ذوالجلال کی زمین سے فتنہ و شرپسندی کا قلع قمع کرنے اور اس کے دین کے تفوق و برتری کی غرض سے اللہ کی راہ میں جانوں کے ذریعے جہاد کرنے والا مردِ مومن غازی ہونے کی صورت میں بھی اور جامِ شہادت نوش کرنے کی صورت میں بھی دونوں صورتوں میں اللہ کی عنایتوں کا مستحق ہوتا ہے۔ اللہ کی راہ میں اللہ کی دی ہوئی جان عزیز کو نچھاور کر دینا اللہ عزّوجل پر کوئی احسان نہیں ہے ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اس کے باوجود اللہ تعالیٰ مالوں اور جانوں کے بدلے میں حصولِ جنّت کو یقینی قرار دیتا ہے اور اللہ کی راہ میں جامِ شہادت نوش کرنے کے عوض اسے حقیقی زندگی کی لذت سے آشنا کرا دیا جاتا ہے اور تلقین کی جاتی ہے کہ اسے مُردہ نہ کہا جائے۔ شہداءِ حق کے اعزاز و اکرام کا اعلان اللہ رب العزت کی زبانی سنئے :

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝﴾ (البقرہ : ۱۵۴)

"اللہ کی راہ میں جو لوگ مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو اس کا شعور نہیں ہے"۔

دین اسلام اللہ واحد کا دین ہے جو بے کم و کاست پوری انسانیت کی خیر و فلاح کا ضامن ہے۔ اسی دین حق کو ادیانِ باطلہ پر برتر اور غالب کر دینے کی انتہائی کوشش کا نام جہاد ہے۔ لفظ جہاد قتال کے مترادف یا ہم معنیٰ نہیں ہے بلکہ اللہ کے دین کو غالب کرنے کی

انتہائی کوشش صرف کر دینے سے عبارت ہے۔ اس کا میدانِ عمل نفسِ امارہ سے لے کر قتال فی سبیل اللہ تک محیط ہے۔ نفس امارہ سے جہاد کے بعد اس محبوب و مقدس ترین مشن کی انتہائی منزل فکری جہاد کی وسیع شاہراہوں سے ہو کر گزرتی ہے جہاں ایک مجاہد زبان و قلم کے ساتھ ساتھ مال و زر اور وقت کا قیمتی اثاثہ اللہ کی راہ میں لگاتا ہے۔ غلبہ دین کی یہ انتہائی جدّوجہد خواہ کسی جہت سے ہو اللہ واحد کے دین کی سربلندی کے لئے ہو اور خالصتاً للہ ہو تو اسی کو جہاد فی سبیل اللہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ بصورت دیگر یہ مقدس عمل جہاد فی سبیل الطاغوت قرار پاتا ہے۔ اس مقدس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والا بندۂ مومن مجاہد فی سبیل اللہ سے ملقب ہو جاتا ہے جس کی بدولت اس کے لئے دونوں جہان کی خیر و فلاح اور خوشحالی و فارغ البالی کی راہیں روشن اور منور ہو جاتی ہیں اور ان کی یافت آسان ہو جاتی ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کی آخری منزل قتال فی سبیل اللہ ہے جسے اللہ کی زمین سے فتنہ و فساد ختم کرنے اور عامتہ الناس کو امن و سکون اور انسانیت نوازی و انسان دوستی کی نعمت سے مالا مال کرنے کے لئے انجام دیا جاتا ہے۔ اس مقدس مہم کے اول مرحلے میں مال کی قربانی درکار ہوتی ہے اور آخری مرحلے میں جانِ عزیز کی۔ جان و مال کی قربانی جہاد فی سبیل اللہ کے اثاثوں میں بہترین اثاثہ ہے جو سرفرازی دین کی راہ میں وقف ہونے پر مخصوص فضیلت و استحقاق کا موجب بنتا ہے۔ آخرت کی حتمی اور ابدی مسرتیں حاصل ہوتی ہیں اور اللہ کی الطاف و عنایات کے نتیجے میں اس کی یہ عارضی دنیا بھی خیر و حسن کا مرقع بن جاتی ہے۔ میدان جنگ میں سرگرمی عمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اگر مجاہد فی سبیل اللہ جام شہادت نوش کرلیتا ہے تو اسے اللہ کی محبوبیت کی معراج مل جاتی ہے اور اسے حقیقی زندگی کی سند سے شرف و اعزاز بخشا جاتا ہے۔